ذاتِ نبوی و مقالاتِ نبوی کی حفاظت

مولوی محمد یونس صاحب گونڈوی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مشاہیرِ عالم کی فہرست بہت طویل ہے اس فہرست میں انبیاء، حکماء، سلاطین، شعراء و علماء و فضلاء و فصحاء و بلغاء وغیرہم ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ یوسف کنعانی علیہم السلام وغیرہ رام چندر، کرشن، گوتم بدھ، زرتشت۔ نانک وغیرہ بانیان مذاہب و رہبرانِ قوم و مذہب، سقراط۔ بقراط، افلاطون، ارسطو، بوعلی سینا، بیکن وغیرہ حکماء کیخسرو، سکندر، سیزر، تیمور، ہارون رشید وغیرہ سلاطین۔ فردوسی۔ تلسی داس۔ سعدی جامی، وغیرہ شعراء۔ نصیر الدین۔ غزالی، ابن رشد، رازی، مالک، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ علماء۔ خالد بن ولید ضرار بن ازور، رستم ارجن، ہنی بال وغیرہ شجاعان زماں دنیا میں بڑے بڑے نامور گذرے ہیں۔ ان مشاہیر کی تعداد و شمار ہزاروں سے کم نہیں ہے بلکہ ہمارے زمانے میں ان مشاہیر کے حالاتِ زندگی پر الگ الگ مستقل کتابیں بھی موجود ملتی ہیں۔ لیکن ان ہزاروں مشاہیر میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں مل سکتا کہ جس کی زندگی کے حالات اس وسعت و جامعیت اور حفاظت کے ساتھ ہم کو معلوم ہو سکیں جیسے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی ہر قسم کی تحریف و تنقیص و تبدیل سے محفوظ و موجود ملتے ہیں۔

مقالاتِ نبوی کی حفاظت:۔ کسی بادشاہ یا حکیم یا فلسفی یا فہمند اور نبی کو یہ بات دنیا میں میسر نہیں ہوئی کہ اسکی ایک ایک حرکت و سکنت اور زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف کو اس اہتمام اور اس تحقیق و تدقیق کے ساتھ محفوظ رکھا گیا ہو جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرکات و سکنات اور زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک حرف کو پوری تحقیق و تدقیق اور بے نظیر حیرت انگیز اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا گیا آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور آپ کے اعمال و افعال کے روایت کرنے والے ہزاروں راویوں کے حالاتِ زندگی کو بھی اسی مقصد سے زیرِ تحقیق لایا گیا کہ آپ کے حالاتِ زندگی کے مطالعہ کرنیوالوں کو کسی قسم کی دشواری و شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ اور آپ کی قولی و فعلی احادیث کے روایت کرنے والے ایک ایک راوی نہیں بلکہ بہت سے راوی ہیں جو اپنی چشم دید شہادت کی بنا پر مشہور ہیں صحاح ستہ اور دوسری کتب احادیث کے دیکھنے سے انسان کو جو حیرت ہوتی ہے اور اس کے دل پر آنحضرتؐ کے اقوال و اعمال کی حفاظت کے حیرت انگیز انتظام و اہتمام کی جو عظمت طاری ہوتی ہے وہ اس مرعوب کن عظمت سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہوتی ہے جو کوہِ ہمالیہ یا بحر الکاہل کے دیکھنے

یا نظام شمسی اور ستارگان فضائے آسمانی کے تصور سے انسان کے دل پر طاری ہوسکتی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا، یا اس کے کرنے کا حکم دیا، یا جو کام آپ کے سامنے ہوا ان سب کو احادیث کہتے ہیں، اس طرح قولی و فعلی و تقریری حدیث کی تین قسمیں ہوئیں۔ روایت کے اعتبار سے حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ متواتر اور آحاد۔ متواتر وہ حدیث ہے جسکو ہر زمانہ میں اس قدر کثرت سے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ عقل ان کے جھوٹ بولنے کو محال جانے۔ آحاد کی تین قسمیں ہیں، مشہور، عزیز، اور غریب۔ مشہور اس حدیث کو کہتے ہیں جسے ہر زمانہ میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کیا ہو۔ عزیز وہ ہے جسکو ہر زمانے میں کم از کم دو راویوں نے روایت کیا ہو۔ غریب وہ ہے جس کی روایت کسی زمانہ میں ایک ہی راوی سے ہوئی پھر احادیث کی ہر سہ اقسام کو قرائن و روایت سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک مقبول دوسری مردود۔ مقبول آحاد کی دو قسمیں ہیں ایک صحیح دوسری حسن۔ صحیح وہ حدیث ہے جسکو دیندار و پرہیزگار خوب یاد رکھنے والے لوگوں نے ہر زمانہ میں برابر روایت کیا اور نہ اس میں کوئی چھپا ہوا عیب ہو اور نہ معتبر لوگوں کے مخالف ہو۔ حسن وہ ہے جو صحیح حدیث کی طرح ہو لیکن اس کے راویوں کا حافظہ اور یاد صحیح کے راویوں کے برابر نہ ہو پھر صحیح حدیث کی سات قسمیں ہیں۔

غرض احادیثِ نبوی کی صحت و جانچ پڑتال کے لئے محدثینِ کرام نے اس قدر سخت ضوابط و قواعد مرتب کر دیئے ہیں اور اس طرف امت محمدیہ نے اس قدر توجہ اور محنت صرف کی ہے کہ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال وغیرہ کئی مستقل علوم ایجاد ہو گئے ہیں۔ جنکا منشا یہ ہے کہ آنحضرت رسول مقبول۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و اعمال اور آپ کی زندگی بالکل محفوظ رہے اور کسی شخص کو اپنی زندگی کیلئے رسول کی زندگی سے نمونہ اور اسوہ تلاش کرنے میں کوئی شک و شبہ زنجیر پا نہ ہو سکے۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ موطا امام مالکؒ۔ دارقطنی وغیرہ احادیث کی ضخیم و مستند کتابوں کے ذخیرہ میں کسی شخص کی مجال نہیں کہ ایک لفظ کی بھی کمی بیشی کر سکے۔ پھر ان کتابوں کی مندرجہ احادیث میں سے بھی ایک ایک حدیث کو تحقیق و تدقیق کی کسوٹی پر کس کر ہر ایک حدیث کی حیثیت اور درجہ الگ الگ قائم کر دیا گیا ہے کہ کونسی حدیث صحیح ہے۔ کونسی حسن کونسی مرسل ہے اور کونسی منقطع۔ کونسی موضوع ہے اور کونسی متروک وغیرہ وغیرہ۔ اس کام کیلئے ہزارہا راویوں میں سے ہر ایک راوی کی زندگی کو محاسبہ اور تحقیق و تفتیش کی کسوٹی پر نہایت سختی کے ساتھ کسا گیا اگر راویوں میں سے کسی ایک راوی کی نسبت یہ ثابت ہو گیا ہو کہ اس نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا کام کیا ہو کہ جس پر نکتہ چینی کی جاسکتی ہے۔ تو اس کی روایت کے ساتھ نہایت ہی احتیاط برتی جاتی ہے۔ غرضیکہ آپکو ہماری مندرجہ بالا سطور سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ دنیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وہ ذاتِ مبارک ہے کہ جس کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف اس قدر محفوظ اور موجود ملتے ہیں کہ اس کے علاوہ دنیا کے کسی رشی و منی کو یہ فخر حاصل نہیں۔

ذاتِ نبوی کی حفاظت ۔ جس طرح یہ مشاہیر مذکورہ اس بات سے معریٰ اور خالی ہیں کہ ان کی زندگی کے حالات

اور ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اس طرح محفوظ ہوں جس طرح پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقالات وحالات محفوظ اور موجود ملتے ہیں۔ اسی طرح یہ حضرات اس فخر سے بھی محروم ہیں کہ ان کی ذاتی زندگی دنیا میں[ل] محفوظ طریقے سے گذری ہو۔ بخلاف آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ آپ کی زندگی نہایت محفوظ طریقے سے بسر ہوئی۔ اور کیوں نہ محفوظ ہو جبکہ اس کی حفاظت کا ذمہ مالکِ دوجہاں خالقِ کون ومکان نے خود لے لیا تھا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ یعنی اے نبی کریم صلعم آپ خدا کی حفاظت میں لیلئے گئے۔ کوئی آپ کو قتل نہیں کر سکتا) چنانچہ یہ قرآنی آیت آپ پر حرف بحرف صادق آئی۔ جیسا کہ ہم ابھی آپ کے سامنے چند واقعات پیش کرتے ہیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ جس زمانہ اور ماحول میں آپ کی بعثت ہوئی وہ زمانہ اور ماحول نہایت ہی پُرفتن اور تیرہ وتاریک تھا۔ ہر طرف کفر والحاد کا دور دورہ تھا۔ بنی آدمؑ نے اپنے معبود حقیقی کو بُھلا کر فطرت کی ہر ایک چیز پتھر، درخت، چاند، سورج، پہاڑ، دریا وغیرہ کو اپنا معبود سمجھ لیا تھا۔ انسان خدا کی عظمت وجلال کے فراموش کردینے کے ساتھ ساتھ خود اپنی قدر وقیمت کو بھول چکا تھا۔ ہر چہار جانب اصنام پرستی کی ترویج واشاعت ہورہی تھی۔ عین اس وقت کسی قوم کی ذہنیت وتخیل کو پلٹ کر اس کے ذہن اور خیال میں ایسی چیزوں کا ڈالنا جو اس کے ذہن کے سراسر منافی اور مخالف ہوں کارے دارد۔ بلکہ میں تو کہونگا کہ اس وقت اپنی موت کو دعوت دینا ہے۔

چنانچہ آپ کو تواریخ انبیاء کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ جتنے انبیاءِ کرام تشریف لائے اور دعوتِ حق کا اعلان کیا تو اس وقت باطل پرستوں کے سینوں میں دشمنی کی ایک آگ بھڑک اٹھی اور ان کے جانی دشمن ہوگئے۔ طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے۔ چنانچہ اس قاعدے کے مطابق آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اعلانِ حق میں مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ اور صرف مصائب وآلام کا شکار ہی نہیں ہونا پڑا بلکہ لوگ آپ کے جانی دشمن بھی ہوگئے چنانچہ کفار قریش اور بنو ہاشم وغیرہ تمام قبیلوں نے جب حضورؐ کی دعوت اور تقریر کو اپنی ذہنیت کے خلاف پایا تو وہ آپ کے جانی دشمن ہوگئے۔ اور اس بات کے متمنی اور خواہاں ہوئے کہ آپ کو کسی طریقہ سے دنیا سے نیست ونابود کردیا جائے۔ اس حوصلہ کے پورا کرنے کیلئے دارالندوہ میں ان کی ایک میٹنگ ہوئی اس میں سبھوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ لیکن سبھوں کی رائے نظر انداز ہوتے ہوئے ابوجہل کی رائے مستند ومقبول ہوئی۔ اس نے یہ رائے دی تھی کہ آج تمام قبائل سے ایک ایک سرآوردہ شخص کو لیکر آنحضورؐ کا خاتمہ کردیا جائے۔ چنانچہ وقتِ معینہ پر حضورؐ کے گھر کا محاصرہ کرلیا جاتا ہے لیکن تدبیر انسانی کیا تدبیر ربانی کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائید ربانی اسکی خبر ہو جاتی ہے آپ اپنے بسترِ مبارک پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سُلا کر حضرت ابوبکرؓ کو اپنا رفیقِ سفر بنا کر مدینہ کی طرف

[ل] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ مشاہیر مذکورہ سب دشمنوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضورؐ دشمنوں کے پنجوں میں پڑکر بھی محفوظ رہ گئے اس طرح یہ حضرات نہیں ہیں ورنہ اس میں سے اکثر ایسے ہیں جو طبعی موت سے مرے ہیں۔ منہ

روانہ ہوجاتے ہیں۔ جب کفار آپ کے بستر پر بجائے آپ کے حضرت علیؓ کو پاتے ہیں تو اُن کے ذہن میں بجلی کی طرح ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ ان کے ہوش وحواس باختہ ہوجاتے ہیں اور یہ اعلان کردیا جاتا ہے کہ آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مفرور ہیں جو شخص ان کے سر کو لائیگا اسے سَو اونٹ انعام میں دیا جائیگا۔ اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ عرب کے نوجوان طبقہ میں آپ کو گرفتار کرنے کی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں۔ اور ہر شخص اس فخریہ مقام کے حصول میں کوشاں ہوجاتا ہے۔ جبوقت سراقہ بن مالک بن جعشم کو کسی سے اس بات کی خبر ہوتی ہے کہ میں نے دو آدمیوں کو مدینہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے تو وہ فوراً تیر تفنگ سے مسلح ہوکر ایک تیز رو گھوڑے پر سوار ہوکر آپ کے تعاقب میں روانہ ہوجاتا ہے جس وقت آپ کے پاس پہنچتا ہے تو تین بار گھوڑے کو آپکی طرف بڑھاتا ہے تینوں مرتبہ گھوڑا ٹھوکر کھا کر زمین پر گر پڑتا ہے۔ تیسری بار قریب تھا کہ آپ کو ضرر عظیم پہنچاتا لیکن گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس جاتا ہے جب سراقہ نے یہ سمجھ لیا کہ وہ گرفتار نہیں کرسکتا تو اس نے آپ سے معافی چاہی چنانچہ آپ نے بمقتضائے رحمۃ للعالمین اس کو معافی دیدی۔

یہودیہ عورت کا قصہ مشہور ہے جس نے آپ کو زہر آلود بکری کا گوشت کھلادیا تھا لیکن چونکہ باری تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کا ذمہ لے لیا تھا اسلئے اس زہر آلود گوشت کی وجہ سے نعوذ باللہ آپ ہلاک نہ ہوئے۔ اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہیں جن کو آیہ کریمہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عمرؓ جیسے بارعب شخص کو مارنے والوں نے مارا حضرت علیؓ جیسے بہادر کو مارنے والوں نے مارا حضرت عثمان غنیؓ جیسے مدبر خلیفہ کو مارنے والوں نے مارا، اسی طرح ہمارے ملک ہندوستان میں کئی کئی رشیوں کو جیسے سوامی شردھانندجی۔ سوامی دیانندجی۔ پنڈت لیکھرام وغیرہ کو مارنے والوں نے مارا حالانکہ ان سب کی حفاظت اور قومی والنٹیروں کے ذریعہ پہرہ کا انتظام بھی تھا۔ مگر واہ رے قرآن کی صداقت کہ حضور نبی کریمؐ وعدۂ ربانی کے مطابق نہایت محفوظ طریقے سے دنیا سے رخصت ہوئے۔ جس طرح باری تعالیٰ نے آپ کو آپ کی زندگی میں دشمنوں کی شر انگیزیوں سے محفوظ رکھا۔ اسی طرح بعد وفات کے بھی آپ کو محفوظ رکھا۔ چنانچہ آیت کریمہ واللہ یعصمك من الناس کا ایک منظر یہ بھی ہے کہ آج آنحضورؐ ہی کی وہ ذات بابرکت ہے جو لوگوں کی پرستش و نیاز سے محفوظ اور مامون ہے۔ ہر بانی مذہب و نامی گرامی لوگوں کا مزار بطور تبرک کے پوجا گیا۔ چنانچہ افلاطون کا مقبرہ۔ رام چندرجی کی مورتی۔ گوتم بدھ کی صورت اور عیسیٰ کی پرستش ہوتی ہے۔ زرتشت اور اس کے آتشکدہ کی پوجا ہوتی ہے اسی طرح بزرگان اسلام میں ہندوستانی بزرگوں کی بھی دھوم دھام سے پوجا و پرستش ہوتی ہے خواجہ معین الدینؒ اجمیری۔ سید سالار مسعود غازی۔ نظام الدین اولیاء رحمہم اللہ وغیرہم کی قبروں پر ہر سال عرس وغیرہ لگتا ہے لیکن آپؐ کے نہ کہیں مقبرے کی پوجا ہوتی ہے اور نہ کہیں آپ کی تصویر

پوچھی جاتی ہے اور نہ کہیں اس طرح کرنیکا موقع رہ گیا ہے۔
مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب ہے آپ نے اس کے ساتویں باب صفحہ ۸۶ پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مزار مبارک کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ جس وقت سرزمین حجاز پر سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی حکمراں تھا اس نے ۵۵۷ھ میں ایک رات سرور انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار خواب میں دیکھا کہ آپ دو شخصوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے۔ جو وہاں موجود تھے کہ اے نورالدین تو ان دونوں کو جلد پکڑلے اور ان کی شرارتوں سے میری خلاصی کر۔ سلطان شہید اپنی عقل سے سمجھ گیا۔ کہ ضرور کوئی بات مدینہ منورہ میں روضۂ مطہرہ کے پاس ہونیوالی ہے چنانچہ سلطان رات ہی کو بہت سا مال و دولت اور فوج و سپاہ کو لیکر مدینہ کی طرف چل پڑا۔ ۱۶ دن میں شام سے مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی مال و دولت تقسیم کرنے لگا۔ تمام اہل شہر آئے اور مال و دولت سے مالا مال ہو کر چلے گئے لیکن ان تمام آدمیوں میں ان دو شخصوں کا جس کو آنحضورؐ نے خواب میں دکھلایا تھا پتہ نہ چلا۔ سلطان نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا اب شہر میں کوئی باقی ہے جو نہ آیا ہو۔ لوگوں نے کہا کہ اب کوئی ایسا باقی نہیں رہ گیا جو نہ آیا ہو، ہاں البتہ دو مغربی شخص جو یہاں رہتے ہیں نہیں آئے ہیں۔ بادشاہ نے ان کے حاضر کرنیکا حکم دیا۔ چنانچہ وہ دونوں آدمی بادشاہ کے روبرو پیش کئے گئے۔ ان دونوں کی صورتوں کو دیکھکر بادشاہ فوراً پہچان گیا کہ وہی دونوں صورتیں ہیں جن کی طرف خواب میں آنحضورؐ نے اشارہ کیا تھا۔ بادشاہ نے فوراً دونوں کو حراست میں لے لینے کا حکم دیا اور ان سے یہاں آنیکا سبب دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں اور ہم کو عیسائیوں نے بہت سا مال و زر دیکر مغربی حاجیوں کے لباس میں یہاں بھیجا تھا کہ وہاں جا کر کسی طریقے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو قبر سے نکال لاؤ۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ تم دونوں یہاں کس جگہ ٹھیرے ہوئے ہو۔ انھوں نے کہا کہ اس حجرے میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کے قریب ہے۔ چنانچہ بادشاہ ان کے رہائشی مکان پر گیا وہاں جا کر دیکھا کہ ایک طاق میں دو قرآن مجید اور چند کتابیں جو وعظ و نصیحت کیلئے رکھی تھیں موجود ہیں اور زمین پر کچھ مال اور غلہ ہے جو غربا و مساکین کو تقسیم کرنے کیلئے رکھا تھا اور ایک چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ چٹائی کو اٹھا کر دیکھا تو اس کے نیچے ایک تہ خانہ پایا۔ تہ خانہ میں داخل ہو کر دیکھا کہ ایک سرنگ ہے جو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قبر مبارک تک جا رہی تھی۔ جسکا مقصد یہ تھا کہ اس سرنگ کے ذریعہ آنحضورؐ تک پہنچکر آپ کے جسم مبارک کو نکال لیجائیں اور اس کی توہین و تذلیل کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے اس ناپاک مقصد میں ناکام کیا۔ اس واقعہ سے بھی آپ کی حفاظت کا نقشہ اور وعدۂ ربانی کی صداقت کا جلوہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور بے اختیار آیت کریمہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی تصدیق کرنی پڑتی ہے۔